کشور ناہید بحیثیت خاکہ نگار

نازیہ رفیق

Nazia Rafiq

Ph. D Scholar, Department of Urdu

Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر شبیر احمد قادری

Dr. Shabbir Ahmad Qadri

Associate Professor, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Kishwar Naheed is a famous figure of urdu literature. She is a multidimensional writer She is a poetess, biography writer, sketch writer and coloumist at the same time. She is regarded as the representative of feminism is urdu literature. Her book "Muthi bhar yaden" consists of sketches. It goes without saying that the sketches of this book are a clear evidence of literary and historical realities. Kishwar Naheed has written these sketches with courage, truthfulness and constructive art. This book is indeed a valueable addition in the tradition of the art of sketch writing in urdu literature.

کشور ناہید اردو ادب کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں وہ عمدہ شاعرہ اور نثر نگار ہیں، کشور ناہید ایک کثیر الجہات ادیبہ ہیں ان کی علمی و ادبی کاوشوں کا دائرہ بہت وسیع ہے وہ بیک وقت شاعرہ، سوانح نگار، خاکہ نگار اور کالم نگار بھی ہیں ان کا شمار اردو کے ان بلند ادیبوں میں ہوتا ہے جنہیں ادبی حلقوں میں تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہ شعر و ادب میں تانیثی شعور کی ترویج اور اس کا عملی اظہار کرنے کے حوالے سے نمایاں مقام رکھتی ہیں وہ گہرا عصری شعور رکھتی ہیں انہوں نے ادب کی ہر صنف میں بے باک اور دوٹوک انداز بیان اختیار کیا ہے وہ بات سے بات نکالنے، نکتہ سے نکتہ تراشنے کے ہنر

سے بخوبی واقف ہیں ان کا اسلوب نئے رجحانات سے ہم آہنگ ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ ان کی تحریروں میں حقیقتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ اندازِ بیان میں جدت وندرت موجود ہے۔ بقول رضی عابدی:

''کشور کے حوالہ سے یہ بات اس لیے اہم ہو جاتی ہے کہ وہ تبدیلی کے راستے پر گامزن ہے اور اس نے لہجہ بھی بدلہ ہے اور زبان بھی۔''(۱)

کشور ناہید کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ جب بھی وہ کچھ لکھتی ہیں ان کی تہذیبی اور سماجی آب و ہوا بھی سامنے آجاتی ہے۔ وہ شاعرہ پہلے اور نثر کی جانب بعد میں آئیں ۔نثر میں ان کے کالم، خودنوشت اور سفرنامہ پر مشتمل کتب شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ان کے شخصی و علمی خاکوں کے مجموعہ ''مٹھی بھر یادیں'' سے ان کی خاکہ نگاری کی خوبیاں کھل کر سامنے آتی ہیں لیکن اس سے پہلے خاکہ نگاری کے فن کے حوالے سے چند بنیادی باتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ اس تناظر میں کشور ناہید کی بطور خاکہ نگار خوبیوں کا احاطہ کیا جا سکے۔

اصنافِ نثر کی بات کی جائے تو اس میں خاکہ نگاری ایک مقبول صنف ہے خاکہ نگاری، شخصیت نگاری، مرقع نگاری اور حلیہ نگاری کے مترادف ہی سمجھی جاتی ہے خاکہ کسی بھی شخصیت کی شخصی تصویر کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کا نام ہے، ابوالاعجاز حفیظ صدیقی لکھتے ہے:

''ادب کی جس صنف کے لئے انگریزی میں سکیچ یا پن پورٹریٹ (Pen-Portrait) کا لفظ استعمال ہوتا ہے اردو میں اسے خاکہ کہتے ہیں۔''(۲)

''خاکہ کے حوالے سے ہی منصف خان سحاب اپنی رائے کا اظہار کچھ ان الفاظ میں کرتے ہیں:'' خاکہ کے لغوی معنی ابتدائی نقشہ، ڈھانچہ اور چربہ کے ہیں اصطلاح میں لفظی تصویر کو خاکہ کہتے ہیں وہ مضمون جو کسی شخصیت کا بھرپور تاثر پیش کرے۔''(۳)

خاکہ نگاری مضمون ہی کی شکل ہوتی ہے جس میں خاکہ نگار فرد کی نہ صرف خارجی بلکہ داخلی زندگی، احساسات وجذبات تک کو زیرِ بحث لاتا ہے کہ قاری اس کے بارے میں بنیادی معلومات سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے یہی وجہ ہے کہ مضمون، خاکہ یا انشائیہ جب لکھا جاتا ہے تو ایک خاص نقطہ پر آ کر اس میں جامعیت اور مقصدیت آ جاتی ہے اور اظہار کے پیرائے میں ڈھل جاتی ہے۔

خاکہ نگاری ایک ایسی تحریر ہے جس میں حقائق کو پوری سچائی اور دیانت داری سے بیان کیا جاتا ہے اور بعض اوقات تلخ سچائیوں کو بھی پیرایۂ اظہار میں بیان کر دیا جاتا ہے مگر یہ خاکہ نگار کی ہنرمندی اور اظہارِ بیان کی خوبصورتی پر انحصار کرتا ہے کہ وہ ان حقائق کو کس انداز میں قاری کے سامنے لاتا ہے۔

خاکہ میں ادبی تحریر سے قاری کو ان مختلف اور مشہور شخصیات ، ادیبوں اور فنکاروں کے

احوال، دلچسپیوں اور پسند و ناپسند کے بارے میں جاننے اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا ہے جس سے انسان کو اپنی نفسیاتی زندگی کے لیے نئی راہیں ڈھونڈنے کا موقع ملتا ہے۔

کشور ناہید کی تازہ تصنیف ''مٹھی بھر یادیں'' خاکوں پر مشتمل کتاب ہے اس میں کل ۳۷ خاکے ہیں جو مختلف ادباء و مشاہیر کے علمی و ادبی حالات کے ساتھ ساتھ ان کی ذاتی زندگی پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں نے جن شخصیات کے خاکے شامل کیے ہیں ان میں بہت سے معروف نام ہیں جیسے کہ احمد راہی، احسان دانش، گلزار، زہرہ سہگل، منیر نیازی، اقبال بانو، ریشماں، ظفر اقبال، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، مستنصر حسین تارڑ، آصف فرخی، حجاب امتیاز علی۔ ادا جعفری، عبدالحمید عدم، فہمیدہ ریاض، یوسف کامران، باقر مہدی، شمیم حنفی و دیگر شامل ہیں۔ ان کے خاکوں کا فنی و فکری جائزہ لیں تو ان کے ادبی و علمی مقام و مرتبے کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جس طرح سے انہوں نے صاحبانِ علم و دانش پر اظہارِ خیال کیا ہے یہ ان کی شخصیت کا اہم پہلو ہے۔ ان تمام معروف شخصیات کی علمی و ادبی سر گرمیوں اور ان کے ذاتی احوال کو جس والہانہ اور خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ اسلوب کی لطافت اور شگفتہ نثر کا نمونہ ہے۔ انہوں نے ان صاحبانِ دانش و حکمت کی زندگی کے نمایاں گوشوں کو تاریخی حوالوں کے ساتھ اس طرح قلم بند کرتی ہیں گویا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔

کشور ناہید کی کتاب ''مٹھی بھر یادیں'' کا پہلا باب ''جگ بیتی خود بیتی'' ہے اس میں وہ نہ صرف ان شخصیات کے متعلق بات کرتی ہیں جن کے خاکے اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں بلکہ وہ ان شخصیات کا احوال بھی لکھتی ہیں جن کو اس کتاب میں زیر بحث لایا گیا۔ ان میں دلیپ کمار، ملکہ ترنم نور جہاں، ملکہ پکھراج، امیتابھ بچن، شبانہ اعظمی، کیفی اعظمی، قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، فیض احمد فیض اور آل احمد سرور شامل ہیں۔ کشور ناہید لکھتی ہیں:

> ''اب تک جو پڑھا، اس کا جائزہ اس لیے لیا کہ بہت سے ادیبوں اور فن کاروں کے بارے میں بہت کم لکھا گیا ہے میں جن سے ملی اور زندگی کا کہیں کم اور کہیں زیادہ حصہ ان لوگوں کے ساتھ گزرا بس یہی خلاصہ ان شخصیات کا جن سے آپ دیگر صفحات میں ملاقات کریں گے۔'' (۴)

کتاب کا پہلا خاکہ ''احمد راہی۔ معصوم شخص اور بڑا شاعر'' کے عنوان سے قلم بند کیا گیا ہے۔ کشور ناہید نہایت خوبصورت اور دلکش پیرائے میں راہی صاحب کی شخصیت کا نقشہ کھینچتی ہیں کہ راہی صاحب سے محبت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ وہ ان کے لکھے ہوئے فلمی گیتوں کو ان کے لیے اور فلم کے لکھے گئے دیگر گیتوں میں عزت و وقار کا نام دیتی ہیں۔ کشور ناہید اپنے اور راہی صاحب کے پُر خلوص اور احترام بھرے رشتے کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

> ''میں عمر میں ان سے بہت چھوٹی تھی مگر یوسف کامران کے احترام میں وہ مجھے

بھابھی کہتے تھے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے۔''(۵)

کشور ناہید خاکہ نگاری میں انشا پردازی سے بھی کام لیتی ہیں اور مضمون آفرینی سے بھی معانی تلاش کرتی ہیں ان کے اسلوب میں اچھی نثر کے تمام خصائص بدرجہ اتم موجود ہیں۔ وہ ہنرمندی اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب سے کوتحریر میں ایسے ڈھالتی ہیں کہ ہر لفظ صداقت کا منہ بولتا ثبوت بن جاتا ہے۔ وہ احمد راہی کی شخصیت میں فقرے بازی اور سچائی کا اظہار مختلف جگہوں پر کرتی ہیں جیسا کہ ایک جگہ احمد راہی، صوفی تبسم سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:

''صوفی صاحب کو دیکھتے ہی احمد راہی نے آگے بڑھ کر ان کے پیر چومے اور کہا کمال ہے میرا استاد بھی یہاں ہے جس نے کبھی اچھے شعر نہیں کہے۔''(۶)

احمد راہی کی شخصیت میں ظرافت کا پہلو بھی نمایاں طور پر موجود تھا۔ وہ اپنے لب و لہجے اور فقرہ بازی سے محفلوں میں جان ڈال دیتے تھے۔ بقول کشور ناہید:

''احمد راہی بہت کم بولتے تھے مگر جو بھی فقرہ پھینکتے تھے، محفل کو زعفران بنا دیتے تھے۔''(۷)

کشور ناہید ان کی زندگی کے ان پہلوؤں کو فراموش نہیں کرتی ہیں جو راہی صاحب کی زندگی کے تلخ اور دردناک حقائق تھے۔ جب انہیں دربدر ہوتے دیکھا بیٹے کی طرف سے دُکھ اٹھانے پڑے، انہوں نے احمد راہی کی زندگی کے ان پہلوؤں کو اس انداز میں لکھتی ہیں کہ قاری اپنے دل میں راہی صاحب کے لیے محبت و ہمدردی کے جذبات محسوس کیے بغیر نہیں رہتا۔ یوں وہ صاحب خاکہ کی داخلی و خارجی زندگی، اس کی شخصیت کی مختلف پرتوں کو کھولتی چلی جاتی ہیں خاکہ نگاری میں سچائیوں کو کھلے انداز میں قارئین کے سامنے پیش کرنا ہی ادیب کو خاکہ نگاری سے مضبوط تعلق فراہم کرتا ہے۔ خاکہ نگاری میں بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھا جاتا ہے بقول بشیر سیفی:

''خاکہ ایسا تخلیقی مضمون ہے جس میں کسی فرد کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو ذاتی حوالے سے اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہو۔''(۸)

کشور ناہید کے خاکوں کا انداز اپنے انداز کہانی اور انشائیے کا اثر رکھتا ہے ان کے خاکوں میں معاصر عہد کے سماجی، سیاسی اور ثقافتی احوال کا بھی علم ہوتا ہے۔ جو انہیں فن خاکہ نگاری میں منفرد مقام مہیا کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے طرزِ تحریر میں سنجیدگی الفاظ کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کا خوبصورت امتزاج بھی موجود ہے، جو ذہن کو آسودگی اور خاکہ کو دلچسپ بنا دیتا ہے۔ خاکہ لکھتے وقت صاحب خاکہ کے حوالے سے کسی بھی طرح کی کدورت نہ ہونی چاہیے اور نہ اتنی محبت کہ جانبداری کا عنصر غالب آجائے۔ بقول مشتاق احمد یوسفی:

''ادب آداب میں شرط اوّل یہ ہے کہ برہمی، بیزاری اور کدورت دل میں راہ نہ

پائے۔'' (۹)

اگر ان سطور کی روشنی میں کشور ناہید کے خاکوں کا جائزہ لیں تو ان کے تمام خاکوں میں وہ بیشتر عناصر موجود ہیں جو ان کے خاکوں کو کامیاب خاکوں کا روپ دیتے ہیں۔ کشور ناہیداپنے تمام صاحب خاکہ کے ساتھ دلی لگاؤ اور وابستگی رکھتی ہیں اور ان کی زندگی کے داخل و خارج کے حوالے سے اس قدر معلومات رکھتی ہیں کہ جب خاکہ لکھتی ہیں تو شخصیت کے مختلف گوشوں کو اس طور زیب قرطاس کرتی ہیں کہ تحریر کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے اور متعلقہ شخصیت قاری کے سامنے آجاتی ہے۔ خاکہ لکھتے وقت ایک خاص سلیقہ اور اندازِ بیان درکار رہتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی لفظوں کو لڑی میں پرونے کا کام ہے۔ کشور ناہید نے ایسی سلیقہ مندی سے اپنے احباب، ادباء، شعراء اور نقادوں کے خاکوں کو شخصی و ادبی تناظر میں تخلیق کیا ہے کہ ان میں ایک اچھوتا پن پیدا ہو گیا ہے۔

''مٹھی بھر یادیں'' کا ایک بہت دلچسپ خاکہ ''اصغر ندیم سیّد کا دائرہ زیست'' اچھوتا کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ کشور ناہید نے اس خاکہ کو نظم کی صورت میں تخلیق کیا ہے: جسے پڑھ کر نہ صرف اصغر ندیم سیّد کی شخصیت و زندگی کے در وا ہوتے ہیں بلکہ کشور ناہید کی شاعرانہ عظمت اور نثری خوبیوں کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے وہ چونکہ پہلے ایک شاعرہ ہیں اور بعد میں نثر نگار۔ تو اس حوالے سے ان پر اس روایت کا اثر اور پرتو بھی ملتا ہے جس روایت کے زیرِ اثر وہ پروان چڑھیں۔ روایت کے اسی اثر کے حوالے سے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

> '' مصنف جس ثقافت، جس زبان، جس ادبی روایت میں پلا بڑھا ہے لاکھ انحراف واجتہاد کرے وہ لکھے گا اس روایت اور شعریات کی رو سے کوئی فن پارہ اپنے ثقافتی نظام اور ادبی نظام سے باہر نہ آج تک لکھا گیا ہے نہ لکھا جا سکتا ہے۔'' (۱۰)

روایت کا اثر کشور ناہید کے لکھے گئے اس خاکے میں ملتا ہے وہ اصغر ندیم سیّد کی ذاتی زندگی اور ادبی سفر کو عہد بہ عہد بیان کرتی چلی گئی ہیں اور یوں ان کی زندگی ادبی مقام و مرتبے سمیت قاری کے سامنے کھلتی چلی جاتی ہے۔ بقول کشور ناہید:

''ہم شاعر، باغی شاعر
وہ کبھی چاند گرہن بنتا
تو کبھی دریا اور پیاس بن کر
سارے محکوم لوگوں کو
بولنا سکھانے لگا
موت نے اسے للکارا

شیبا نے زندگی بن کر
اُسے بچا لیا''(۱۱)

کشور ناہید اس نظم کے حوالے سے اسی خاکے میں یہ بھی کہتی ہیں کہ انہیں یہ نظم بے حد پسند ہے کہ اصغر ندیم سیّد کی زندگی کی ہر جھلک اس میں موجود ہے اور ان کا پورا دائرہ زیست اس نظم میں سمٹ آتا ہے۔کشور ناہید کے اگر باقی خاکوں کا جائزہ لیں تو وہ سب اپنے ثقافتی ماحول کے زیرِ اثر لکھے گئے ہیں۔انہوں نے اپنے ہم عصر لوگوں کے خاکے لکھ کر اپنے عہد کو آج کے قاری کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اب ذیل میں ان کے چند ہم عصر ادباء و شعرا کے خاکوں کے اقتباسات دیے جا رہے ہیں جن سے یقیناً ان کے فن خاکہ نگاری کے مختلف پہلوؤں اور خوبیوں کا اندازہ ہو سکے گا۔شمیم حنفی کے متعلق لکھتی ہیں:

''شمیم دھیمے مزاج کے ہونے کے باعث بظاہر کسی ادیب سے پرخاش نہیں رکھتے تھے مگر پہچاننے والے سمجھ سکتے تھے کہ دراصل مسئلہ کیا ہے۔شمیم نے اردو تنقید میں بڑا نام، پاکستانی پروفیسروں کی طرح کتابوں پر لکھے گئے ہلکے پھلکے مضامین پر مشتمل کتابیں بنا لینے سے حاصل نہیں کیا۔جدید شعری محرکات اور دنیا بھر میں آنے والے نئے رجحانات کو زیرِ بحث لانے کے علاوہ ہندوستان کی علاقائی زبانوں کے ادب کے تراجم کے علاوہ ان کے موضوعات کو بھی اردو میں منتقل کرتے رہے ہیں۔مضمون ذرا طویل لکھتے ہیں انہماک سے سننے والے بھی کبھی کبھی گھڑی دیکھنے لگتے ہیں،موضوع سے بہر حال انصاف کرتے ہیں۔''(۱۲)

آصف فرّخی کے متعلق لکھتی ہیں:

''آصف نے ''دنیازاد'' کے تحت بے شمار ادیبوں کی کتابیں شائع کی ہیں پروف ریڈنگ سے لے کر موضوعات کے تحت پرچہ مرتب کرنا اب اس کی دوسری عادت بن چکی ہے۔کراچی ہو کہ فلسطین کہ جنوبی امریکہ کے نامانوس مگر منفرد لکھنے والوں کو پڑھنے والوں کے سامنے کسی شمارے کے ذریعے باقاعدہ تعارف کے ساتھ پیش کرتا ہے ملائمت اتنی کہ لگتا ہے یہ آزاد شخص ہے جس کی کوئی ذمہ داری نہیں مگر جب سکھر میں سیلاب زدہ لوگوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے دیکھو تو فخر مسکراہٹ بن کر سامنے آجائے۔''(۱۳)

ادا جعفری کی شخصیت اور شاعری پر یوں اظہار خیال کرتی ہیں:

''ادا جعفری نرم اور گداز لہجے کی شاعرہ تھیں ان کی کریڈٹ پر یہ بات بہت بڑی بات ہے کہ جس زمانے میں خواتین ڈولی میں بیٹھ کر جاتی تھیں انہوں نے اس زمانے میں شاعری کی۔یہ اور بات ہے کہ شادی کے پندرہ سال بعد ان کی

شاعری کرنے اور ادیبوں سے ملنے کی اجازت ملی ،نورالحسن جعفری جب سینئر بیوروکریٹ ہو گئے اور ان کے دوست عالی صاحب وغیرہ نے ضد کی تو ادا جعفری نے مشاعرے پڑھے مگر بہت کم ۔روایتی اسلوب جس میں ان کی پہلی کتاب تھی وہی ان کی باقی شاعری پر بھی حاوی رہا۔مجھ سے اکثر کہا کرتیں کہ وہ اپنے انداز کو تبدیل کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتیں یہ بات انہوں نے اپنی یادداشتوں ''جو رہی سو بے خبری رہی'' میں بھی بار بار کہی ہے۔''(۱۴)

فکشن اور سفرنگاری میں ایک اہم نام مستنصر حسین تارڑ کا ہے اس حوالے سے کشور ناہید نے ان کا بھی خاکہ لکھا ہے اس میں سے ایک اقتباس یہ ہے:

''سیاحت کی گھٹی پتہ نہیں اس کی ماں نے دی یا اس کے باپ نے دی باقی بہن بھائی اور رستے پر نکل گئے یہ اس زمانے میں بھی آوارہ گردی کرتا رہا جب کولڈ ڈرنک پینے کے پیسے بھی نہیں ہوتے تھے اور اب تو شادی آن لائن نے اس کے گھر کے باہر پرانی موٹر سائیکل کی جگہ بہت خوبصورت گاڑی لا کر کھڑی کر دی ہے میں ہی کیا آپ میں سے بیشتر لوگ اس کی موٹر سائیکل اور ٹیلی ویژن پر اس موٹر سائیکل کے ساتھ کرداروں کو فراموش نہیں کر سکتے ہیں پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور کوہ پیمائی دیوانگی کی حد تک اس کے اندر ہے۔حبیب جالب نے تو کہا تھا'' جہاں بھی گئے داستاں چھوڑ آئے'' یہ داستاں چھوڑ بھی آتا ہے اور آتے ہی قلم برداشتہ لکھ بھی ڈالتا ہے اس نے سفرنامے کو اتنا مقبول بنا دیا ہے کہ اب کوئی بدّہ ملہی بھی گیا ہو وہ بھی سفرنامہ لکھ ڈالتا ہے۔''(۱۵)

اُردو تنقید میں ایک بڑا نام گوپی چند نارنگ کا ہے۔ان کا خاکہ بھی زیرِ نظر کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ان کی صلاحیتوں کے حوالے کشور ناہید لکھتی ہیں:

''ڈاکٹریٹ تو بہت پروفیسروں نے کی ہیں مگر اس شخص نے تو نثر اور نظم کے بڑے لکھنے والوں کے فنی تجزیاتی حوالے دیئے تنقید میں اسلوبیات کی بنیاد ڈالی اور فلسفہ ادب کا تاریخی طور پر جائزہ لیا جدید نظم کی شعریات کا تجزیہ پیش کیا دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں توسیعی لیکچر دیے یادداشت ایسی کی کبیر ہو کہ غالب ، میرا ہو کہ زہرہ نگاہ، شعر لب پر رہے اس بے مثال شخص کو گوپی چند نارنگ کہتے ہیں۔''(۱۶)

کشور ناہید ایک سلجھی ہوئی نثر نگار ہیں وہ بیک وقت شعر و ادب پر دسترس رکھتی ہیں وہ نہ صرف تخلیق ادب میں مصروف ہیں بلکہ ادب میں تحقیق و تنقید کے نئے زاویوں سے بھی آشنا ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریروں میں ان کے ادبی ذوق کے ساتھ ساتھ تخلیقی و تنقیدی قوت بھی نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ان خاکوں میں اختصار و جامعیت بھی بہترین خوبی کے طور پر موجود ہے اس کے ساتھ معاصر عہد کی تاریخی، سیاسی، سماجی و معاشرتی حالات کا عکس بھی دیکھا جاتا ہے۔

خاکہ نگار کا اصل مقصد چونکہ حقیقی شخصیت کے خدو خال کو اجاگر کرنا ہوتا ہے وہ بھی ایسے پیرایہءاظہار میں کہ نہ تو صاحب خاکہ کی دل آزاری ہو اور نہ وہ سبکی محسوس کرے بلکہ خاکہ اس طرح سے لکھا ہو کہ وہ خاکہ پڑھتے ہوئے ایک شگفتہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر موجود رہے اور وہ لطف وانبساط حاصل کرے کشور ناہید نے اپنے خاکوں میں قد آور شخصیات کی زندگیوں کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کی زندگی کے شب و روز آئینہ کی مانند محسوس ہوتے ہیں۔ امتیاز بلوچ خاکہ نگاری میں حقیقی خدوخال کو بیان کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''کسی بھی خاکہ نگار کا یہ کام ہرگز نہیں کہ وہ لوگوں کو اچھا یا بُرا ثابت کرتا پھرے تاہم ایک اچھے خاکہ نگار کا نقطہ نظر ہمدردانہ ضرور ہونا چاہئے خاکہ نگاری کے لیے معلومات کی وسعت بھی ضروری ہے کامیاب خاکہ نگار کو اپنے موضوع کے متعلق بے پناہ معلومات ہوتی ہیں۔'' (۱۷)

کشور ناہید نے اپنے تمام خاکوں سے بھرپور انصاف کیا ہے۔ وہ نہایت عمدگی سے حالات و واقعات کو بیان کرتی ہیں۔ وہ فرد پر اس تناظر میں لکھتی ہیں کہ پوری شخصیت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے اور اچھے خاکے کی اس خوبی کے متعلق بشیر سیفی بھی لکھتے ہیں:

> ''اچھے خاکے کی ایک یہ خوبی بھی بتائی گئی ہے کہ اس میں شخصیت کے روشن و تاریک دونوں پہلوؤں کی جھلک دکھائی جائے۔'' (۱۸)

یہی وہ اصول ہیں جو کشور ناہید کے ہاں پوری سچائی اور عمل داری کے ساتھ موجود ہے کہ وہ جس شخصیت کا بھی خاکہ لکھتی ہیں تو اس کو ہر زاویہ نگاہ سے جانچتی اور سیر و قلم کرتی ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کشور ناہید نے جن شخصیات پر قلم اٹھایا ہے ان کے مطالعے کے بعد ہمیں ان کی شخصی، ادبی، سماجی اور حقیقتوں کا ادراک ہوتا ہے۔

''مٹھی بھر یادیں'' کے خاکے ادبی اور تاریخی صداقتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں ان کے ذریعے ہمیں ان شخصیات اور ان کے عہد کی ایک مکمل تصویر ملتی ہے اگرچہ بڑی شخصیات کے متعلق لکھنا ایک مشکل کام ہے یہ مشکل تب اور بھی بڑھ جاتی ہے جب خاکہ نگار ان کی شخصیت کو داخلی تناظر میں دیکھنا چاہتا ہے، مگر کشور ناہید نے پوری جرات، سچائی اور فنی پختگی کے ساتھ ان تمام شخصیات کے خاکے لکھے ہیں کیونکہ وہ ان سب لوگوں سے ذاتی دوستی اور روابط رکھتی ہیں۔ انہوں نے خاکہ نگاری کو نیا لہجہ دیا ہے جو قاری کو نہ صرف یہ کہ شخصیات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے بلکہ انہیں لطف بھی فراہم کرتا ہے۔ کشور ناہید کی کتاب ''مٹھی بھر یادیں'' یقیناً اردو ادب میں فن خاکہ نگاری کی روایت میں ایک اہم

اضافے کے طور پر ابھری ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اصغر ندیم سید، افضال احمد (مرتب)، نئے زمانے کی برہن، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء، ص: ۱۹۰

۲۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص: ۲ـ۷

۳۔ سحاب، منصف خان، نگارستان، لاہور: مکتبہ جمال، ۲۰۱۰ء، ص: ۳۶۳

۴۔ کشور ناہید، مٹھی بھر یادیں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص: ۸

۵۔ ایضاً، ص: ۱۰

۶۔ ایضاً، ص: ۱۱

۷۔ ایضاً، ص: ۱۱

۸۔ بشیر سیفی، ڈاکٹر، خاکہ نگاری، لاہور: نذیر سنز، طبع دوم، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۷

۹۔ یوسفی، مشتاق احمد، خاکم بدہن، لاہور: دانیال پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء، ص: ۹

۱۰۔ نارنگ، گوپی چند، ساختیات پسِ ساختیات، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۷۱

۱۱۔ کشور ناہید، مٹھی بھر یادیں، ص: ۱۲۳

۱۲۔ ایضاً، ص: ۵۶

۱۳۔ ایضاً، ص: ۱۱۵

۱۴۔ ایضاً، ص: ۱۳۹

۱۵۔ ایضاً، ص: ۱۰۶

۱۶۔ ایضاً، ص: ۸۲

۱۷۔ امتیاز بلوچ، حاصل مطالعہ، ملتان: بیکن بکس، ۱۹۸۸ء، ص: ۱۸۲

۱۸۔ بشیر سیفی، ڈاکٹر، خاکہ نگاری، ص: ۱۳

☆......☆......☆